اظہارِ دین اور کسبِ علم

اظہارِ دین' کی اصطلاح قران کریم کی تین سورتوں میں مذکور آیات سے ماخوذ ہے۔ دو مقامات پر ایک طرح کی آیات ہیں اور تیسرے ' مقام پر تھوڑی سی تبدیلی ہے۔

سورہ توبہ اور سورہ صف میں الفاظ ایک طرح کے ہیں۔

ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ o

(القرآن: ۹:۳۳، ۶۱:۹)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ تاکہ اسے پورے جنس دین پر غالب کر دے خواہ" "مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔

سورہ فتح کی متعلقہ آیت درجِ ذیل ہے:

ہُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْہُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا o

(القرآن، ۴۸:۲۸)

وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ اس کو پورے جنسِ دین پر غالب کر دے اور اس" "حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے۔

سورہ توبہ میں اس آیت سے قبل یہ گفتگو چل رہی ہے کہ یہود و نصاریٰ دونوں نے اللہ کے ماسوا رب بنا لیے ہیں۔ یہود کہتے ہیں کہ عزیز ابن اللہ ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ مسیح ابن اللہ ہیں۔ انھوں نے اپنے علماء (احبار و رہبان) کو بھی رب بنالیا ہے جب کہ انھیں تعلیم دی گئی تھی کہ الٰہِ واحد کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ اس طرح اس مقام پر اللہ واحد کے علاوہ کسی کی بھی پیروی کو شرک سے تعبیر کیا گیا

ہے اور خود متذکرہ آیت کے آخری حصہ میں کہا گیا ہے کہ اللہ اپنے فیصلے کو نافذ کر کے رہے گا، اس کے باوجود کہ یہ بات مشرکین کو ناگوار گزرے۔

سورہ صف میں آیت سے قبل نصاریٰ کا ذکر کیا گیا ہے جو چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں حالانکہ اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا خواہ کافروں کو یہ کتنا ہی ناگوار گزرے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ توبہ میں دینِ اسلام کی مخالفت میں غیر اللہ کی اطاعت کرنے کو شرک اور یہاں اس دین حق کی مخالفت کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے اور دونوں مقامات پر یہ بات بتائی گئی ہے کہ اللہ کا فیصلہ نافذ ہو کر رہے گا خواہ مشرکین اسے کتنا ہی ناپسند کریں۔

سورہ فتح میں یہ مضمون صلح حدیبیہ کے حوالہ سے آیا ہے۔ آں حضرت ﷺ کے نام کے ساتھ رسول اللہ لکھے جانے پر مشرکین مکہ کے نمائندوں کو اعتراض تھا اور صلح کے کاغذات میں یہ الفاظ حذف کر دیے گئے تھے جس سے مسلمانوں کی صف میں بے چینی تھی۔ اس کے ازالہ کے لیے اللہ تبارک تعالیٰ نے اس صلح کو "فتح مبین" اور "فتحاً قریباً" بتاتے ہوئے یہ اعلان کر دیا کہ دینِ اسلام غالب ہو کر رہے گا کیوں کہ اللہ اس پر شاہد ہے۔ آں حضرت ﷺ کی رسالت ہو اور دین کے غلبہ کی صورت میں ان کے مشن کی تکمیل ہو (ان سب پر اللہ گواہ ہے۔ اللہ کی گواہی اس فیصلہ الٰہی کے نفاذ کے لیے کافی ہے۔ (وکفی باللہ شہیداً

ان تینوں مقامات پر اہلِ کتاب اور مشرکین اور تمام کافرین کی تمام تر سعی وجہد اور خواہشات کے علی الرغم دینِ حق کے تمام دیگر ادیان پر "اظہار" ہونے کا یقین دلایا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لایا ہوا دین کفار و مشرکین بشمول اہلِ کتاب کے تمام ادیان کے مقابلہ میں "ظاہر" ہونے کے لیے آیا ہے۔ (یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ قرآن میں یہ وہ استثنائی مقامات ہیں جہاں پر اہلِ کتاب کے حوالہ سے شرک اور کفر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ سورہ البینہ بھی اس کی ایک مثال ہے۔ جب کہ عموماً قرآن اہلِ کتاب کے لیے (ایسے الفاظ کا استعمال نہیں کرتا ہے۔

اس مقام پر دو سوالات کے جوابات پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک یہ کہ "اظہارِ دین" سے مراد کیا ہے اور دوسرے یہ کہ اس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہونے والے اظہارِ دین سے ہے یا قیامت تک ہونے والے کسی عمل سے ہے۔

اظہارِ دین سے کیا مراد ہے؟

اردو زبان میں بھی ظاہر ہونے کا مطلب نمایاں ہو جانے، پہچان لیے جانے، نظر آجانے وغیرہ ہے۔ عربی زبان میں بھی ظَہرَ کے یہی معنی ہوں گے۔ لیکن کسی ایک شے کا دوسری شے یا اشیاء کے مقابلے میں ظاہر ہونے میں چھا جانے اور غالب ہو جانے کا مفہوم خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ یہی معاملہ اس مقام پر ہے۔ لیظھرہ علی الدین کلہ کا مطلب صرف نمایاں ہو جانے، متعارف ہو جانے یا دیکھ لیے جانے کا مفہوم نہیں ہو گا بلکہ دیگر ادیان پر حاوی ہو جانے، انہیں بے بس کر دینے اور مغلوب کر دینے سے عبارت ہو گا۔ دوسرے لفظوں میں مندرج بالا آیات میں یہ خبر دی جا رہی ہے کہ دینِ اسلام، دیگر تمام ادیان کو شکست دے کر ''ظاہر'' ہو جائے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ یہ دین غالب ہو کر رہے گا اور اس کے داعی کامیاب وکامران ہوں گے۔ باطل کی تمام کوششوں کے باوجود اور اس کی تمام تر ناگواریوں کے باوجود دینِ حق مراد پائے گا اور ادیانِ باطلہ کی تقدیر میں ناکامی ونامرادی ثبت ہے۔ ویسے یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ مذکورہ وعدے مدینہ میں اس زمانہ میں کیے گئے تھے جب بدر واُحد واحزاب کے معرکے ہو چکے تھے اور حضور ﷺ کے اصحاب ان معرکوں میں صبر وثبات کی تاریخ رقم کر چکے تھے۔

غلبہ کی نوعیت کے بارے میں بھی غور کرنا چاہیے۔ مخصوص حالات میں سیاسی وعسکری غلبہ کا تصور اس میں لازماً شامل ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ دینِ اسلام ہی ہمیشہ غالب رہا ہے اور ادیانِ باطلہ اپنی تمام تر ظاہری چمک ودمک اور دنیاوی ساز وسامان وسائل کے باوجود شکست وریخت سے دوچار ہوئے ہیں۔ لیکن ایک دوسرا تصور بھی یاد رکھنے کا ہے۔ اس اظہارِ دین میں علم وعقل کے لحاظ سے غلبہ بھی مراد ہے۔ قرآنِ کریم کی پہلی وحی علم بالقلم یاد دلاتی ہے اور اس کتابِ مقدس کی بہت سی آیات میں غور وتدبر کی دعوت دی گئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے پسندیدہ بندوں کو اولی الالباب (ہوش مند) اور ناپسندیدہ لوگوں کو السفہاء (نادان) کہتا ہے کیوں کہ اول الذکر عقل کا استعمال کرتے ہیں اور آخر الذکر نے عقل کو بالائے طاق رکھ دیا ہے۔ قرآنِ کریم عقل کے استعمال کی دعوت دیتا ہے اور تمام عقائد کی دعوت حقائق کی بنیاد دیتا ہے۔ آفاق وانفس کے دلائل، تاریخ کے حوالے اور جذبات کو مہمیز دینے والی باتوں سے اپنے قاری کو خطاب کرتا ہے۔ دوسری طرف کفر، شرک اور ہوائے نفس کی پیروی کرنے کے نقصانات کو بیان کرتا ہے۔ اس طرح قرآنِ کریم اور سنتِ رسول اللہ ﷺ نے دین کی عمارت مضبوط دلائل پر اٹھائی اور ادیانِ باطلہ کو علم اور عقل کی بنیاد پر بے دست وپا کر دیا۔ اظہار دین میں یہ مفہوم بھی لازماً شامل ہے۔ اور اس معنی میں اظہارِ دین قیامت تک کے لیے ہو گیا ہے۔ باطل جس چولہ میں بھی آئے بے لباسی اس کا انجام ہے۔

اظہارِ دین کب اور کیسے ؟

عربی زبان میں اردو، ہندی یا انگریزی کی طرح ماضی، حال اور مستقبل کے تین زمانوں میں نہیں بانٹا گیا ہے بلکہ صرف دو زمانوں کا ذکر ہے۔ایک ماضی جو گزر چکا ہے اور دوسرا مضارع جو نہیں گزرا ہے۔اس طرح حال اور مستقبل دونوں ایک ہی زمانہ میں بیان کیے جاتے ہیں۔یظہرہ فعل مضارع ہے،یعنی جس زمانہ میں یہ بات کہی گئی تھی اس حال سے لے کر قیامت تک آنے والے مستقبل پر محیط بیان ہے۔مدینہ میں جب یہ بات کہی گئی تھی اس وقت بھی یہ دین ظاہر (غالب) ہوا اور قیامت تک تمام ادیان باطلہ پر ظاہر (غالب) رہے گا۔اب جہاں تک سیاسی و عسکری غلبہ کا تعلق ہے تو اللہ کی سنت کے مطابق یہ واقعہ بھی ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔لیکن علمی غلبہ کے لحاظ سے ادیانِ باطلہ کے پاس دینِ حق کے مقابلہ میں ضد، ہٹ دھرمی اور ظلم کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں بچا ہے۔علمی طور پر باطل پسپا ہو چکا ہے اور اسلام غالب۔توحید کے حق میں دلائل ہوں یا معاد کے درست ہونے کا معاملہ ہو، رسالت محمدی (ﷺ) کی حقانیت ہو یا قرآنِ کریم کے محفوظ وحی الی اللہ کی حیثیت ہو، یہ سب عقلی دلائل اور تاریخی شواہد سے ثابت شدہ ہیں۔اس معنی میں تو یہ دین غالب ہو چکا ہے اور تا قیامت غالب رہے گا۔اس طرح دینِ اسلام کا یہ آخری ایڈیشن جسے رسول اللہ ﷺ حراء سے لے کر پہلے مکہ میں آئے اور پھر مدینہ میں اسے غالب کیا، وہ نور تاریخ کے ڈیڑھ ہزار سالہ دور میں کبھی مدھم نہیں ہوا اور اس کی شعائیں چاروں سمت پھیلتی ہی چلی جا رہی ہیں۔عقائد اور اعمال کا یہ حسین مرقعہ اتنا سادہ، فطرت انسانی سے اتنا ہم آہنگ اور ہر زمانے اور ہر علاقے کے لیے اتنا قابلِ عمل ہے کہ یہ جس سعید روح تک پہنچتا ہے وہ اسے پہچان لیتی ہے اور پکار اٹھتی ہے :

رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ (القرآن، ۵:۸۳)

''پروردگار ہم ایمان لائے اور ہمارا نام گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔''

غلبہ دین (اظہارِ دین) کا یہ تصور نہیں ہے کہ دیگر تمام ادیان صفحہ ہستی سے مٹ جائیں اور صرف حق باقی رہے۔ایسا نہ تو رسول اللہ ﷺ کے دور میں ہوا اور نہ کبھی اس زمین پر قیامت سے قبل ہونے جا رہا ہے۔خلافت علی منہاج النبوۃ کی جو بشارت احادیث میں دی گئی ہے وہاں بھی یہ نہیں کہا گیا ہے کہ ہر بشر کلمہ گو ہو جائے گا، بلکہ یہ خبر دی گئی ہے کہ ہر گھر سے کلمہ بلند ہو جائے گا، یعنی روئے زمین کے چپہ چپہ تک دین حق کی صدا پہنچ جائے گی۔دراصل اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا اس طرح نہیں بنائی ہے کہ تمام دیگر ادیان مٹ

جائیں اور صرف دینِ حق باقی رہے۔ یہ مرحلہ تو زندگی بعد موت کا ہے، میدانِ حشر کا ہے، کہ جہاں صرف اللہ تبارک تعالیٰ کا اقتدار ہو گا اور باطل کے تمام سر کچلے جا چکے ہوں گے۔

:ہمارا لائحۂ عمل

درج بالا گفتگو کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خود باطل نے ہار مان لی ہے اور اب علمی، فکری اور عملی میدان میں حق کے متبعین کا کوئی کام نہیں بچا ہے؟ یہ درست ہے کہ اصولی طور پر ادیانِ باطلہ شکست خوردہ ہیں۔ وہ ہمیشہ نئے محاذ جنگ کھولتے رہتے ہیں اور پسپا ہوتے رہتے ہیں۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ادیانِ باطلہ کے پاس اپنے وجود کے حق میں سادہ، عام فہم اور دلنشین دلائل نہیں رہے تو اس نے اپنی :بقاء کے لیے دو طریقے اپنائے

(۱) اپنے بیانیہ (Discourse) کو فلسفیانہ گتھیوں میں الجھایا اور صاف اور واضح گفتگو سے پرہیز کیا۔

(۲) دین حق کے سلسلے میں معلومات حاصل کیں اور اس مضبوط عمارت میں سیندھ لگانے کی سعی کی۔

حق کا بیانیہ ہمیشہ یکساں رہا ہے۔ باطل کی طرح اسے اپنے خول میں بند ہونے کی ضرورت نہیں رہی ہے۔ اس کے برخلاف باطل پینترے بدلتا رہا ہے۔ اس لیے حق کے دفاع کے لیے بھی ضروری ہو گیا کہ وہ ان بدلتے ہوئے بیانیہ پر نگاہ رکھے۔ ہر زمانہ میں اسلوب بدلتا رہتا ہے۔ حق کے حق میں دلائل کا انبار لگانے والے داعیوں اور متکلمین نے اپنے اپنے زمانہ کے اسلوب میں حقانیت واضح کی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے دور میں جو اسلوبِ جدید ہے اس میں دینِ حق کے سلسلہ میں گفتگو کی جائے۔ بنیادی تعلیمات تو بنیادی مصادر میں موجود ہیں، ان سے استفادہ کر کے اپنے زمانہ کو خطاب آج کی زبان اور آج کے انداز میں کرنا مفید ہے۔

باطل نے ''حملہ دفاع کا بہترین طریقہ ہے (Offence is the best defence)'' کے اصول پر کاربند ہو کر دینِ حق کے سلسلہ میں معلومات حاصل کیں اور اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ اس کے لیے بہت محنت کی اور شکوک و شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ آج صورتِ حال یہ ہے کہ دنیا کی بیشتر جامعات میں علومِ اسلامیہ کے اساتذہ کی زیادہ تر تعداد ان حضرات پر مشتمل ہے جو اسلام پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور ان حضرات نے یہ مقام حاصل کرنے کے لیے انتھک محنت کی ہے۔ ایسی صورتحال میں امتِ

مسلمہ کی نئی نسل کو خوابِ غفلت سے بیدار ہونا چاہیے۔ میں نے امریکہ کے ایک اسلامی تنظیم کے سالانہ اجلاس میں ایک یہودی عالم کی تقریر کی روداد سنی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ مذہباً یہودی ہے اور امریکہ کی ایک یونیورسٹی میں اسلامک اسٹڈیز کا پروفیسر ہے۔ اس نے آگے کہا کہ آپ تمام لوگ ہندوستان اور پاکستان سے یہاں آکر ڈاکٹر یا انجینئر بن کر اپنی روزی روٹی کا انتظام کر رہے ہیں۔ آپ میں سے کسی نے اپنے سرمایہ کی حفاظت کے لیے اپنے ہی علوم میں محنت نہیں کی ہے۔ اب آپ کس طرح یہ شکایت کر سکتے ہیں کہ آپ کا علمی سرمایہ بکھر رہا ہے۔ اور جہاں تک دنیا کمانے کا معاملہ ہے میں آپ کے دینی علوم کا ماہر ہو کر بھی آپ میں سے کسی سے بھی کم مشاہرہ نہیں پاتا ہوں۔

ہمارے پاس دین اپنے بنیادی ماخذ یعنی قرآن وسنت میں محفوظ حالت میں موجود ہے۔ اظہارِ دین کی سعی میں ہمارے بزرگوں نے جو کوششیں کی ہیں، ہم ان سے واقف ہو سکتے ہیں۔ دوسرے ہم جس زمانہ میں جی رہے ہیں اس کے مزاج، اسلوب، معروفات، طور طریقوں تک ہماری راست رسائی ہے۔ صرف اس بات کی حاجت ہے کہ ہم کمر کس لیں اور دینِ حق کے اظہار (غلبہ) کی کوشش میں یکسو ہو جائیں۔ کامیابی کا وعدہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کر رکھا ہے۔ لیکن اس وعدہ کا مصداق بننے کے لیے سنجیدہ ہو جانے اور اس کے لیے اپنی بساط بھر محنت کرنا ہمارا کام ہے۔ اللہ اس کی توفیق دے۔

رفیق منزل JUNE 2016 از: ڈاکٹر وقار انور